ہاشم شیر خان

انیسویں صدی کا ایک گم نام ناول نگار

In 1895 was published a novel with the title "Sacha Yatri" (The True Pilgrim) by Lala Daulat Rai, a little known novelist of the 19th century. The novel comprises 15 chapters in a thin volume of 114 pages and strongly enough finds no mention in the history of Urdu literature. The article provides considerable material about the author, his novel and criticism as well as some research work.

❖•❖•❖•❖•❖•❖•❖

ایک ایسے گم نام ناول نگار کا ناول سچا یاتری میرے دادا مرحوم کے فارسی و اردو کے قدیم ذخیرہ کتب سے دستیاب ہوا۔ یہ چھوٹا مگر انتہائی نادر کتب خانہ میرے والد گرامی کی رحلت کے بعد میری تحویل میں آیا۔ کسی روز ایک کتاب کی تلاش بسیار میں اس ناول پر انگلی ٹھہر گئی۔ تجسس ہوا کہ کون سی بوسیدہ کتاب ہے اسے باہر نکالا ایک ایسی کتاب میرے ہاتھ میں تھی جس کی کہنہ اشاعت اول 1891ء ہے۔ اور جس پر جلی حروف سے پوری عبارت یوں ترقیم ہے۔

''سچا یاتری'' جس کو لالہ دولت رائے صاحب رونیواکونٹنٹ ضلع ڈیرہ غازی خان مصنف ناول ''روتی کیوں ہو'' نے تصنیف کیا۔ 1891ء

Scanned by CamScanner

پاک و ہند میں ان گنت اردو ادب ، فکشن اور نثر کی تاریخ وتنقید اور تحقیق سے بھری پڑی ہیں ۔ اعلیٰ ڈگریوں کے حصول کے لیے بھی اس موضوع پر ہزاروں تحقیقی وتنقیدی مقالات تمام یونیورسٹیوں میں لکھے گئے ہیں مگر تذکرہ نگاروں نے لالہ دولت رائے کو بطور ناول نگار اپنے تذکرے میں جگہ نہیں دی۔ اس بیگانگی اور بے خبری کی ٹھوس وجہ کیا ہوسکتی ہے۔؟ حالانکہ یہ ناول اپنے وقت کے مشہور مطبع مفید عام لاہور میں منشی گلاب سنگھ پبلشر گورنمنٹ سررشتہ تعلیم پنجاب وبک سیلر کے اہتمام سے منظر عام پر آیا تھا۔ ''سچا یاتری'' کے پندرہ ابواب ایک سو چودہ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ تمام ابواب عنوانات کے ساتھ ہیں۔ اگر مصنف ابواب بندی کے تکلف میں نہ پڑتا تو بھی اس تمثیل کے تسلسل اور ربط وضبط میں کوئی کمی محسوس نہ ہوتی آخری صفحہ آرزو کے عنوان سے مصنف نے یہ کتاب اپنے والد کے نام معنون کی ہے۔ عبارت کچھ یوں ہے۔

''میں نے اس مختصر محنت کے نتیجہ یعنی کتاب سچا یاتری کو اپنے والد
بزرگوار منشی چیلا رام صاحب سکنہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی یادگار
میں لکھا ہے۔ اور میں بہت ادب اور عزت کے ساتھ بزرگوار پتا جی
کی یادگار میں اس کوار پن یعنی ڈڈیکٹ کرتا ہوں۔''

بیک ٹائیٹل کو انگریزی کے قالب ڈھالا گیا ہے۔ اور اس کا بیک صفحہ ''اشتہار'' کے عنوان سے یوں ہے۔ یہ کتاب اور کتاب مسمی ''روتی کیوں ہو'' مقامات ذیل سے مل سکتی ہیں:

اول	ڈیرہ غازی خان	مصنف سے
دوم	ایضاً	لالہ بھولاناتھ بھال ڈگری نویس سے
سوم	لاہور	بک ایجنسی اخبار عام سے
چہارم	ایضاً	منشی گلاب سنگھ مالک مطبع مفید عام سے
پنجم	دہلی	مولوی نذیر حسین تاجر کتب بازار دریبہ کلاں سے

جبکہ ٹائٹل اور بیک ٹائٹل میں دفعہ اول، تعداد جلد ایک ہزار پچاس اور ساتھ قیمت درج ہے۔

ناول کا پہلا صفحہ دولت رائے کے مجمل دیباچہ سے شروع ہوتا ہے۔ یہ اظہاریہ ایک ہی صفحے پر محیط ہے۔ مصنف رقم طراز ہے۔''میں نے جو کتاب موسوم بہ روتی کیوں ہو۔ پہلی ناول لکھی تھی۔ اسکے لکھنے میں میرا اعلیٰ مقصد واقعات دکھا کر ملک کی خدمت کرنا تھا۔ مگر چونکہ ایک کتاب میں کل مطلب ظاہر ہونا آسان نہ تھا۔اس لئے میں نے اس میں ذکر کیا تھا کہ اس قسم کی چالیس ناول اہل ملک کے سامنے رفتہ رفتہ پیش کروں ۔بنابراں یہ میری دوسری ناول ہے۔افسوس ہے کہ پہلی کتاب کی چھپائی میں کارپردازان مطبع نے بہت غیرضروری توقف کیااوراسی باعث سے یہ ناول جلدی نہیں نکال سکا۔ ناظرین اگر مجھ پر احسان کریں کہ اس ناول کو غور سے مطالعہ کریں جو واقعات پر مبنی ہے تو میں میدکرتا ہوں کہ میری محنت کا نتیجہ مجھے کافی مل سکتا ہے جو اظہارضرورت ناول نویسی کااوراپنے آپ اس میں حصہ لینے کا میں نے پہلی کتاب میں ذکر کیا ہے۔اس کا یہاں دہراناضروری نہیں مگر میں یہاں اتنا کہنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ میں اس کتاب میں سہل فہم عبارت میں سچے واقعات کے اظہار کے لیے کوشش کی ہے۔توقع ہے کہ یہ کتاب ایک نہایت اعلیٰ رتبے کا سچادوست ثابت ہوگی۔اورمیری محنت کے نتائج کا اثر سے نکلے گی''۔

اردو کے ابتدائی ناولوں کی طرح اس تمثیل کو بھی اخلاقی،اصلاحی اور پندونصائح کے لبادے میں ڈھالا گیا ہے۔اس کی زبان عام فہم اور متفرق کرداروں کے مابین سنجیدہ مکالموں کو مصنف نے سادگی اور بے ساختگی کے ساتھ برتا ہے۔جیسا کہ نام سے بھی ہویدا ہے یہ ناول مذہبی اور تبلیغی پس منظراوراپنے نہاں خانہ میں اچھوتازاویہ نظر رکھتا ہے۔اس کے سرتاسرکردارسب رنگ ایسی قدیم تمثیلوں کی طرح شخصی نہیں بلکہ انسانی رویوں کی طرح حرکت و تحیر میں نظرآتے ہیں۔مثال کے طور پر یاتری،راجہ بیدھرمی مرزامکار،لالہ دروغ، ملک عیار،ظالم،شیخ غاصب،چراغ سحری، چراغ صبح،حب وطن، پست ہمت، پنڈت

بددیانت، بے پرواہ، غافل، آرام پسند، عیاش، کم ظرف، زمانہ ساز، کاذب، مغرور، کم حوصلہ، محتاط، بوالہوس، متوکل، شکی، الوالعزم، خداترس، قانع، مقلد، قناعت، مفلسی، حرص، رشک، وسواس، کاہلی، وہم، جلدباز، شراب خور، چانڈوباز، بھنگی، افیمی، پوستی، چرسی، شرارت، بداعمال، عقل، ایمان، فسق و فجور، بدکاری، حرامکاری، بدمعاشی، اوباشی، غفلت، خوف، خطرہ، ہراس، زبانی خیرخواہ، انصاف، وقت، آخر، آریہمند اور سچا ہمدرد، علامتی ہیں۔اس میں مثبت کردار دوچار جبکہ منفی رویے ناول پر حاوی نظر آتے ہیں۔تمام کرداروں کو نام کی نسبت سے مثبت یا منفی عمل کے سبب شناخت کیے جا سکتے ہیں۔منفی کرداروں کو سمجھنے کے لیے صرف ایک مثال پر قناعت کافی ہے۔یہ دیکھنے کے لیے کہ مصنف نے کس خوب صورت اندازِ اسلوب میں اسے ڈھالا ہے۔

"..........آخر میرا خیالی رتھ جس کو دوبارہ رفتار گھوڑے ذہن اور اسراک کھینچ رہے تھے۔مختلف حصص آبادی سے گزرتا ہوا ایک شہر میں گزرا جس کا نام بربادی تھا۔وہاں حکومت کی عنان راجہ بے دھرمی نام کے سپرد تھی۔مرزا مکاروزیر تھے۔لالہ دروغ مشیر خاص، ملک عیار میر منشی مسٹر ٹائرنٹ (ظالم) کوتوال، شیخ غاصب، جج عدالت عالیہ، پنڈت بددیانت مشیر مال، اس دغا کے عالیشان محلوں، کاہلی، غفلت کو خوش نما باغوں اور بے اتفاقی و کج اخلاقی کی لہراتی ہوئی نہروں سے بارونق شہر تھا......ریاضت، عبادت، محبت، اخلاق، نیک کرداری، اس شہر سے بے عزتی کے ساتھ شہر بدر کئے گئے تھے، کالجوں میں بی اے، (بدانجام) اور ایم اے (ماہر آلام) ال ال ڈی۔(دائر لہوولعب) کی ڈگریاں دی جاتی تھیں ..... تمام انسان اپنے مزروعہء حیات میں گناہوں کا بیج بو رہے ہیں اور جہالت کے پانی کے ساتھ اس کی

Scanned by CamScanner

پرورش کرتے تھے اور غفلت اورخودی کا کھاد ڈال کر رونق
دیتے تھے"۔

اسی طرح خیالی رتھ، نیک اعمال کی سڑک، بربادی بخش فعلوں، ہمت کے چبوترے، نیکی کے چشمہ ہائے آب، اخلاق کی ہوا، امید کی تازی ہوا، بدن کے چراغ، ملامت کے کوڑے، ندامت کی گرم سیخیں، وہمی سڑک، خیالی برکتوں، باغ باغ میوے، تھکے ہوئے دل، بلیلہ علم، تخم محبت، بیخ ہمدردی، برگ اخلاق، مغز راستی، پوست ادب، بورہ اعتدال، خمیرہ پرہیزگار، روغن ہمت، عرق شرم، شربت شوق، استقلال کی ڈنڈی، نیک اعمال کی کونڈی، خیالی سڑک، پارچہء صفائی، کوس رحلت، چاہ کی عمارت، فلک نانہجار وغیرہ ایسے انوکھے استعارے ناول میں لفظی چاشنی کا رنگ بھر دیتے ہیں۔

یہ ناول یاتری کا ایسا سفر نامہ بھی کہا جا سکتا ہے۔جو دنیا کے مکروفریب، حرص و لالچ اور دیگر قبائح سے بے زار ہو کر سچی خوشی کی تلاش میں اپنے اہل و اعیال کو چھوڑ کر ایک ایسے مقام کی سمت نکل کھڑا ہوتا ہے جو آنند پور کہلاتا ہے۔یاتری کے ساتھ اس کے ہم وطن پس ہمت، متلون مزاج، ڈرپوک، کاہل، غافل، آرم پسند، عیاش، کم ظرف، زمانہ ساز، کاذب، مغرور، کم حوصلہ، بوالہوس، متوکل، شکی، الوالعزم، خداترس، ممسک، شراغ سحری، قانع، مقلد اور محبّ وطن بھی دنیا کو خیر باد کہہ کر اس کے ہم راہی بن جاتے ہیں مگر متلون مزاج سفر کی پہلی منزل سے ہی بزدلی کا مظاہرہ کرکے واپس لوٹ جاتا ہے۔آگے چل کر سفری نامساعد حالات کے سبب ہمت ہار کر کچھ ساتھی اپنا راستہ بدل لیتے ہیں۔اور دو ساتھی دوران سفر پہاڑ سے گر کر موت کا لقمہ بن جاتے ہیں۔صرف پست ہمت اپنے نام کی طرح پست ہمت ثابت ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے سے انکار کر دیا اور راستے میں ہی رہ گیا، مگر صرف یاتری ہی ثابت قدمی سے منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے مگر زمانے کی سند نہ ہونے کی وجہ سے محافظ اسے آنند پور داخل ہونے سے روک دیتا ہے اور

Scanned by CamScanner

یاتری کو مشورہ دیتا ہے کہ واپس دنیا میں چلا جائے اور شہنشاہ کی ہدایت کے موافق زندگی بسر کرے اور زمانے کی سند بنوا کر لائے۔ یاتری بے نیل مرام واپس آجاتا ہے اور سو برس تک زندگی گزار کر اور زمانے کی سند کے ساتھ آنند پور آجاتا ہے۔تب جا کر محافظ اسے آنند پور میں داخلے کی اجازت دیتا ہے۔

''ناول سچا یاتری'' کا پندرہواں باب (صفحہ نمبر 102) ''سچی منزل''اور'' سند عطیہ زمانہ اور یاتری کا آنند پور میں جانا'' کے عنوان سے ہے جو اس طرح سے شروع ہوتا ہے'' ....جب یاتری دنیا میں واپس لوٹا تو پچھلی تکالیف سفر اور راہ کی مشکلوں کے باعث اس قدر ناتواں اور ضعیف تھا کہ اوروں کے سہارے کچھ عرصہ زندگی بسر کرنے لگا۔کچھ سنبھلا تو بہت عرصہ علم کے حصول میں صرف کیا ۔پھر دنیا کے کاموں میں پڑا اور قریباً سو برس تک دنیا میں اسی سڑک پر آہستہ آہستہ سفر کرتا رہا، جس سڑک پر وہ پہلے بہت جلد اور تھوڑے عرصے میں سفر کرتا رہا تھا۔سویں برس کے وسط میں وہ پھر موت کی ندی کے کنارے پہنچا۔جس کے اوپر نہایت جلی قلم سے لکھا تھا۔آنند پور کی طرف جانے والوں کا راستہ،اس سے وہاں کے محافظ نے زمانہ کی سند،جس کو انصاف نے منظور کیا ہو طلب کی اور کہا کہ تاوقتیکہ وہ سند تم پیش نا کرو،تم باغ کے اندر جانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔یاتری نے ایک سند پیش کی''۔

مصنف نے اس بیانیہ ناول کو اس اسلوب سے لکھا ہے کہ جیسے وہ خود بھی ان یاتریوں کے ساتھ ہم سفر ہو۔تمام ناول پڑھنے کے بعد قاری کو آخر میں پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے ایک خواب دیکھا ہے اور خواب بھی ایسا کہ یاتری آنند پور کی سرحد جوں ہی عبور کرتا ہے۔خواب کا تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے،اور قاری اس تجسس اور تحیر میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ آنند پور سے کیا مراد ہے.....؟یا پھر اس نے جنت کے استعارے کے طور پر استعمال کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

ناول کے بسا مقامات پر لفظوں اور سجے سجائے جملوں کی عمدہ چمن بندی کی وجہ سے دولت رائے کو حُسن مذاق اور لفظوں کی بازی گری کی داد دینا پڑتی ہے۔ان کے ہاں انوکھی ترکیب، نئی تشبیہات اور اچھوتی علامتیں قاری کے دل کو موہ لیتی ہے۔

سچا یاتری کو مجمل کیا جا سکتا تھا مگر اس میں ضرورت سے زیادہ کرداروں کے پھیلاؤ محدود مکالموں اور جگہ جگہ پند و نصیحت سے قاری بوریت کا شکار ہو جاتا ہے۔ممکنات میں سے ہے کہ فکشن کے نقاد ڈپٹی نذیر احمد کے پہلے ناول کی طرح اسے بھی ناول کی صف میں شمار ہی نہ کریں۔میری ناقص رائے میں یہ تمثیل ناول کے قریب تر ہے۔

دولت رائے کا پہلا ناول ''روتی کیوں ہو'' 1890ء میں طبع ہوا جس کی دوسری اشاعت جون 1902ء میں ہوئی تھی۔جو دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے آخری دو صفحات پر مصنف کی شائع شدہ نو کتب کی اشتہاری فہرست بھی دی ہوئی ہے جن میں

۱) بندہ بہادر	۲) میرا کی	۳) گورو گوبند سنگھ
۴) کوشلیا	۵) کانتا	۶) بھیشم پتامہ
۷) سچا یاتری	۸) لطف زندگی	۹) مجھے ضرور پڑھو

شامل ہیں۔

مصنف کا تعلق لیہ سے تھا۔یکم جنوری 1861ء میں بطور تحصیل ڈیرہ اسماعیل خان کے ساتھ منسلک کر دیا گیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ مصنف کے اس ناول میں ڈیرہ اسماعیل خان بطور ضلع کے پڑھنے کو ملتا ہے۔دولت رائے کا ایک اور ناول ''مجھے ضرور پڑھو'' کی فوٹو اسٹیٹ کاپی راقم کے پاس موجود ہے۔جسے ملتان کی پروفیسر عذرا شوذب کاظمی نے بھجوائی تھی۔ دولت رائے نے اس ناول کو ڈیرہ اسماعیل خان میں اپنی تعیناتی کے دوران لکھا تھا۔اس ناول کے چوالیس صفحات ہیں۔جس کے آخری صفحے میں پبلک لائبریری لانگے خان ملتان کی مہر ثبت ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ ناول اس کتب خانہ میں موجود ہے۔

Scanned by CamScanner

دولت رائے کے مزید ناول تلاش بسیار کے متقاضی ہیں۔کیونکہ ''سچا یاتری'' میں اسی قسم کے چالیس ناول لکھنے کا جذبہ ملتا ہے۔وہ کتنے ناول لکھ سکے ہیں ان کی مکمل فہرست کی تحقیق و ترتیب غالبًا ناممکن ہو۔دولت رائے ڈیرہ اسماعیل خان، لیہ، ڈیرہ غازی خان، ملتان، بہاولپور سمیت جنوبی پنجاب کے دیگر کئی شہروں میں مختلف سرکاری عہدوں پر کام کرتا رہا۔

تذکرہ نگاروں نے اپنے کسی بھی تذکرے میں دولت رائے کو جگہ نہیں دی جس کی وجہ سے اس گمنام ناول نگار کے حالات پردۂ اخفا میں چلے گئے ہیں۔یہ اگر بھوپال، حیدرآباددکن، دہلی، بمبئی، کراچی اور لاہور ایسے بڑے شہروں میں ہوتا تو یقیناً یوں گمنام نہ ہوتا۔ممکنات میں سے ہے کہ صوبہ سرحد کے پہلے ناول نگار کہلوائے جا سکتے ہیں۔دولت رائے بہاولپورریاست میں بھی رہے۔ جس کا مختصر ذکر شہاب دہلوی نے اپنی کتاب ''بہاولپور میں اردو'' میں کیا ہے۔نواب محمد بہاول خان عباسی پنجم کی کتاب '' قصہ شہزادہ اسحاق'' میں بھی نورالزماں احمد اوج نے اپنے تعارف وتبصرہ میں دولت رائے کا انتہائی مختصر یوں تبصرہ کیا ہے ''بہاولپور کے مشہور انشاپردازوں میں لالہ دولت رائے اور مولوی محمد اعظم کے نام سرفہرست ہیں'' اسی طرح ڈاکٹر سید عبداللہ کی کتاب ''ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ'' میں بھی دولت رائے کی مزید تین کتب کا اضافہ یوں ملتا ہے............

۱) مرات دولت عباسیہ:(1224ھ) دولت رائے،بہاول خان، بانیء دولت عباسیہ بہاول پور کا ملازم تھا۔اس کتاب میں عباسی خاندان بہاول پور کے حالات ہیں۔

۲) انشاء دولت رائے:(یہ کتاب انشاء پر ہے)

۳) جواہر منظومہ:(یہ کتاب لغت وصرف پر ہے)

مصنف نے اس دور میں جنوبی پنجاب میں ناول نگاری کی طرح ڈالی جبکہ مولوی کریم الدین کا ناول'' خط تقدیر''(1862ء)'' ونالن اور قشرینہ'' (اشاعت1855ء طبع

Scanned by CamScanner

زاد نہیں)ڈپٹی نذیر احمد کے تین ناول'' مراۃ العروس'' (1869ء) 'نبات العیش (1873ء)توبۃ النصوح (1877ء)،مولانا الطاف حسین حالی(1837-1914ء)کا اکلوتا ناول''مجالس النساء'' (1874ء)شاد عظیم آبادی کا''صورت الخیال(1876ء)پہلی خاتون ناول نگار رشید النساء کا ناول''اصلاح النساء''(1881ء)عبدالحلیم شرر(1860-1927ء)کے ناول''دلچسپ''(حصہ اول 1885ء) ''دلچسپ''(حصہ دوئم 1886ء)''دلکش'' (1886ء)''ملک العزیز ورجنا''(1886ء)''حسن انجلینا''(1889ء)ایسے طبع زاد ناول ہیں جو اکنافِ ہند میں پڑھے جا رہے تھے۔ گویا لالہ دولت رائے اردو کے اُن ابتدائی ناول نگاروں کی صف میں با وقار انداز میں کھڑے نظر آتے ہیں جنہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔اور جسے اردو ادب کی تاریخ لکھنے کے والوں نے نظر انداز کیے رکھا۔رتن ناتھ سرشار(1864-1902ء) مرزا ہادی رسوا (1858-1920ء) علامہ راشد الخیری(1865-1936ء)منشی سجاد حسین اور حکیم محمد علی خان ناصر بعد کے ناول نگار ہیں۔

❖•❖•❖ ❖•❖•❖ ❖•❖•❖

Scanned by CamScanner

کتابیات

۱) ''علامہ اقبال اور ڈیرہ غازی خان'' ہاشم شیر خان۔ بیکن بکس ملتان 2001ء۔

۲) ''قصہ شہزادہ اسحاق، نواب محمد بہاول خان عباسی پنجم'' اردو اکیڈمی بہاولپور 1983ء

۳) ''ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ'' ڈاکٹر سید عبداللہ، مجلس ترقی ادب لاہور نومبر 1967ء۔

۴) ''عبدالحلیم شرر (حیات اور کارنامے)'' پروفیسر جعفر رضا۔ پروگریسو بکس، لاہور 1988ء۔

۵) نذیر احمد کی ناول نگاری'' انیس ناگی، مکتبہ جمالیات لاہور۔ دوسرا ایڈیشن 1981ء۔

۶) ''رسوا کی ناول نگاری'' ڈاکٹر ظہیر فتح پوری۔ حرہف راولپنڈی۔ اپریل 1970ء۔

۷) ''مختصر تاریخ ادب اردو'' پروفیسر محمود بریلوی۔ شیخ علامہ علی اینڈ سنز لاہور 1985ء۔

۸) دیکھئے سالنامہ ''دریافت''، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز اسلام آباد ستمبر 2004ء۔

Scanned by CamScanner

سچا یار

جس کو

لالہ دولت رائے صاحب ریونیو اکونٹنٹ ضلع ڈیرہ غازیخان

مصنف ناول "روتی کیوں ہو" نے تصنیف کیا

سنہ ۱۸۹۱ء

مطبع مفید عام لاہور میں منشی گلاب سنگھ پبلشر گورنمنٹ
سررشتہ تعلیم پنجاب و بک سیلر کے اہتمام سے چھپا

دفعہ اول

تعداد جلد ۱۰۰۰

قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک ... کاغذ سفید ولایتی پر ... عمر
... کاغذ سفید پر ... ۱۳ / ۲
... کاغذ پر ... ۱۱ /

Scanned by CamScanner